قصیدہ

در مدح

امیر المومنین امام المتقین قاتل المشرکین ہزبر الغالب مفرق الکتائب اسد اللہ الغالب
غالب کل غالب ابوالحسن علی ابن ابیطالب

جسکی

تمہید مین آج کل کے تجث صدارت کانفرنس پر استدلال اور پیسہ فنڈ کی امکان وصول اور
اس سے تمام ہند کے اہل قوم سے ماہانہ تین لاکھ بارہ ہزار روپیہ حاصل ہونیکا وثوق اور قومی
یتیم خانہ قایم ہونیکی ضرورت نہایت عمدہ پیرایہ مین نظم ہوئی ہے

مطلع

جب ہے مرا مخالف انسانیت شعار
پھر کس جہت سے ہے مرا انسانیت شعار

من تصنیفات

شاعر شیرین مقال مداح آل عبا جناب حکیم سید بادشاہ علی صاحب ضیا لکھنوی معتمد
مجلس جاگیرات نواب بہرام الدولہ بہادر سیاف جنگ سکرٹری انجمن معین آل اطہار لکھنؤ

مطبوعہ مطبع انوار الاسلام حیدرآباد دکن

۱۰۰۰ وکم صفر ۱۳۲۹ھ باہتمام رسید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم صل علی محمد و آل محمد

جب سے ہے میرا مخالف انسانیت شعار
پھر کس جہت سے ہے میرا انسانوں میں شمار

منہ آنکھ ناک کان دہن ہاتھ پاؤں جسم
رکھتے ہیں جانور بھی یہہ ہے سب پر آشکار

ہے کھانا پینا جاگنا سونا سبھوں کا ایک
میری طرح انھیں بھی ہے ان سب پہ اختیار

ہیں بعض باتیں بلکہ بہائم کی مجھ سے خوب
میں کم ہوں انھیں اُن سے نہیں شبہہ زینہار

کھانے میں کم انھیں دو توشا کی ہوں کبھی
موجود ہوں اٹھانیکو طاقت سے بڑھ کے بار

میرا کھلانے والا جو دے اک نوالہ کم تو
راضی نہوں نہ بل کے پیوں پانی زینہار

کھانے میں سو کھا غلہ انھیں بس کہ گھانس پات
میری طرح پلاؤ کے کب ہیں امیدوار

ہوں ستۂ ضروریہ میں مثل جانور
کچھ بلکہ بڑھ کے اُن سے بھی بیقدر و بیوقار

کچھ اپنے کھانے پینے کی انکو نہیں ہے فکر
مجھکو ہزار فکریں ہر اک وقت روبکار

رزقِ حلال اگر نہ کہیں بے تعب ملے
تو لقمۂ حرام سے ہے کس کو ننگ و عار

کینہ کسی کا دل میں نہیں رکھتے جانور
میں کینہ توزوں میں ہوں ہمثل روزگار

مانوس اپنے جنس سے رہتے ہیں جانور
باہم چہریں چکیں نہ جدائی میں لیں قرار

وہ کون بات ہی کہ جو باہر ہے شرع سے
ان سب کو خوب جانتے ہیں عالمان دین
اُن کو سمجھکے روکتے ہین اس سے خلق کو
اب آپ ہی بتایئے از روے صدق و دین
جس کو ہمارے عالم دین جانتے نہین
اس کا جواب غیر خموشی نہ کچھ ملا ہو
ستی ہر عم کا نہ کچھ احوال پوچھیے
نزدیک کی مثال ہی کیون دور جایئے
یعنی کہ ساری قوم سے ایک ایک پیسہ صرف
اسکے بھی جمع ہونے کا ہمکو یقین نہین
یارو خدا کیواسطے ہارو نہ ہمتین ہو
دیکھو تو کیسے کیسے غریب اسمیں دیتے ہیں
اُن سے بھی مانگنے کو ذرا لب ہلاؤ تو
یہہ پیسہ پیسہ لاکھونکی مقدار کردے جمع
محفوظ چشم زخم سے رکھے تمھین خدا
فضل خدا سے تھوڑے نہیں دو کروڑ ہو
ہوتین لاکھ بارہ ہزار اور پانچسو۔
ماہانہ اتنا صرف اگر قوم پر کرین ۔

جسکے لیے نہین ہے کوئی حکم استوار
انھین ہین جو مناہی احکام کردگار
تا ہون نہ اُن کے فعل سے وہ مستحق نار
دنیا ہے کس کا نام ہی جس چیز کی پکار
اعجوبۂ زمانہ و عنقاے روزگار۔
مانیں نہ ہٹ دھرم تو بھلا کیا ہی اختیار
جو سہل تر ہی کام سمجھتے ہین اسکو بار
ہے پیسہ فنڈ کسقدر اسہل ترین کار
ہو جمع اور صرف پے قوم بار بار
سمجھے ہوئے ہین یہہ نہین چلنے کا زینہار
کمر بن خدا کیواسطے باندھو تو استوار
ہی جنکی زندگی کا فقط بھیک پر مدار
حیرت ہو اس خوشی سے وہ دین پیسہ ماہوار
جو چاہو پھر کرو تمھین حاصل ہے اختیار
واقف ہو گیا تمھارا ہی اب ہندمین شمار
ہوں دو کرور پیسے اگر جمع ماہوار
ماہانہ پھر قوم زر کامل العیار۔
پھر دیکھیے کہ ہوتی ہے یہہ کیسی یادگار

(۱) دو کروڑ سکہ انگریزی پیسون کا یہ حساب ہے ۔۔۔۔۔ ۲۰۰۰۰۰۰ = ۳۱۲۵۰۰ روپیہ ماہانہ

بیچاتی ہے ہنر کی بھی تعلیم حسب حال
ہوتا یتیم خانہ ہمارا اگر بنا
اسمین یتیم قوم کے پلتے خوشا بحال ہو
کیونکر کہون کہ قوم کا باپ کرم ہے بند
سچ ہے ہمین کو مانگتا آیا نہ آجتک
پہنچی نہین ہے قوم تک اصلاح کی صدا
معدود چند اس کے خریدار ہین فقط
لازم یہہ تھا کہ قوم کے سو دو سو اہل درد
ہر شہر مین ریفارمرون کا یہہ ہوتا کام
سمجھاتے ساری قوم کو اسکی ضرورتین
نہ ان کی پرورش کا کوئی اہتمام ہے
تعلیم و تربیت کا بھلا پھر ٹھکانا کیا
گو واہمہ سہی مگر امکان ہے یا نہین
کیا دور ہے کہ اہل مشن ساری ہند مین
ملتا ہو جن کا سلسلہ آل رسول سے
بچے رسول زادے کرسٹان بنا ہی جائین
صل علے وہ کون علی بازوے نبی
دنیا مین آج جنکی ولادت کی عید ہے

ہوتے ہین سیکھ سیکھ کے فن اور کے ہوشیار
شاہد ہو تمکو بدلے ہمکو خوشی ہوتا کردگار
ہوتا درست رہ کے وہان انکا حال زار
کیونکر کہون کہ قوم کو دینا ہے اسمین بار
بیشک ہمین ہین قوم کے اسمین گناہگار
وہ ایک رسالہ ہو کہ جو چھپتا ہے ماہوار
محدود اس خبر کا انھین تک ہے انتشار
پھر سوال باندھتے کمرونکو استوار
آگاہ کرتے قوم کو ہر لیل و ہر نہار
کہتے کہ قوم کے ہین یتامی ذلیل و خوار
نہ انکی بود و باش کی خاطر مقام و دار
اخلاق بد کے صید ہین جہل کے شکار
گو کہنے کا نپتا ہون کرے جھوٹ کردگار
پا جاتے ہون غریب یتیم ایسے پانچ چار
ہوتے ہون جو جناب محمد کے رشتہ دار
ہو ہو علی کی نسل کا یہہ ہو مال کار
خویش محمد عربی خاص کردگار
جسپہ تمام قوم علی جان سے ہے نثار

تفصیل اسکی سنئین محبان ہشت و چار	اجمالاً آگیا جو زبان پر یہہ ماجرا

مطلع

لیکن تھکن مٹانے کو کرنے کو ہوشیار — بادہ کا ذکر چھیڑدون تا دفع ہو خمار

کیون میکشو خدا کیلیئے کہدو صاف صاف — کھولون شراب نظم کی مینائے زرنگار

خم خانہ غدیر کا خم میرے بس مین ہے — جسمین بھرا ہے بادۂ عرفان کردگار

یہہ کہنہ می ہے تیرہ سو انیس سال کی [(۱)] — سرجوش وہ کہ شیشہ نکلکے چھوٹے جو بادہ خوار

کاگ اسکا اڑکے شیشۂ گردون کے پاس جائے — وہ غل درود کا ہو جو ہو آسمان کے پار

سر تیز وہ کہ قطرہ گرے جسکے حلق میں — ہو نشۂ ولا سے نہ تا عمر ہوشیار

پر کیف وہ کہ پیکے اُسے مست جو ہو — اسرار شرع و دین ہو سب اُسپر آشکار

وہ خوش اثر کہ رند اگر خم کے خم پیئے — بہکے کبھی نہ مستون کے مانند زینہار

تاثیر اُسکی قوت دین حافظ یقین [(۲)] — یاد خدا کرے دل میکش مین استوار

اس کا خمیر آل محمد کی دوستی — اُس کا مواد اطاعت محبوب کردگار

[(۳)] تلچھٹ اسی شراب کا ہوتا گیا جو جمع — کوثر بنا اسی سے سمجھ جائین بادہ خوار

ہان بادہ خوار و ساغر الفت پیو پیو — ہاں اے شراب خوار و یہہ صحبت ہے یادگار

کیا کل کی فکر جتنی پی جائے پیلو آج — کل دینے والا پھر ہی خدا کیون ہے انتشار

[(۴)] کل پر اٹھا نرکھو جو ہے کام آج کا — کل تک حیات کا ہی بھلا کسکو اعتبار

رحمت خدا کی چھا گئی دیکھو سجائے ابر — چھائی ہوئی گھٹا اسے سمجھو نہ زینہار

(۱) آخر ذی الحجہ سنہ ۱۰ ہجری مین واقعہ خم غدیر ہوا ہے اس حساب سے سال تصنیف قصیدہ تک کہ ۱۳۲۹ھ مین یہی مدت ہوتی ہے۔
(۲) یعنی معرفت خدا بغیر محبت آل محمد و اطاعت پیغمبر حاصل نہین ہو سکتی (۳) یعنی معرفت اللہ آدم کیوقت سے حضرت خاتم تک سب پیغمبر سکھاتے رہے اسکی جا کوثر ہے (۴) مراد یہ ہے کہ عرفان خدا و محبت رسول و آل کی افزائش مین جتنا کر سکے اسمین تاخیر نہ کرے کہ اعتبار زندگی نہین ہے۔

تمیز فرشتگانِ فلک میں گلاب پاشی
سبزہ نے فرش مخمل کا ہی بچھا دیا
کروٹ بدل لی عالم کون و فساد نے
اک چھینٹا مینھ کا پڑتے ہی سب صاف ہو گیا
ہی کیسی روح بخش ہوا برشگال کی
ہے اس ہوس میں شاخونکو لٹکاتی ہر شجر
بیلا ہے خوش کہ بیل مری کیا منڈھے چڑھی
ہر شے کا صانع اسکو پپیہا سمجھ گیا
پتون کی ہر لکیر میں قدرت کے خامہ نے
موج صبا نے باغ کو خوشبو سے بھر دیا
انکار وصل فاختہ ظاہر ہی صاف صاف
نرگس بہار تو چمنستان میں آچکی نہ
کیا لطف اتحاد دکھایا ہے عکس نے
کیا بحروں کو موسم بارش میں ہے جنون
لو رند و دیکھو ابر گھٹا ٹوپ چھا گیا
ہاں میگسار و ہوش میں آکر چڑھاؤ جام
پیدائش علی کا بیان لب پر آگیا
ماہ رجب کی تیرھوین آئی خوشا نصیب
گذرے تھے عام فیل سے تا حال تیس سال

یہہ ہلکی ہلکی مینھ کی پڑتی ہیں پھوہار
میلا نہ تاکہ ہو قدم شاہد بہار
کیا تھا فقط تغیر موسم کا انتظار
ہے صحن باغ آئینۂ عارض بہار
اُٹھ بیٹھا خواب مرگ سے ہر سبزۂ مزار
ہو شاہد بہار تو ہو مجھ سے ہمکنار
اب تیرے پھول ہونگے ہزاروں گلی کا ہار
جب تو تو ہی تو ہی کی مچا رکھی ہے پکار
فہرست طالبان ہو الکھ لی اسم وار
سنبل کے جب جھٹک دیے گیسوی مشکبار
سر کو ہلا رہا ہے جو ہر سرو بار بار
اب کس لیے کھلی ہی تری چشم انتظار
گلشن ہے جوئبار میں گلشن میں جوئبار
اُٹھکر قبائے ابر جو کرتے ہیں تار تار
بسم اللہ اب پیو کہ زمانہ ہے پردہ دار
آغاز دور ہو گیا ہاں مستو ہوشیار
اک نعرۂ درود تو ہو آسمان کے پار
عالم نواز و مہر برافروز و نور بار
جس سال کا یہہ واقعہ ہے فخر روزگار

صبح اسکی کیا ہوئی کہ مراد جہان ملی — لیل و نہار اسی کے تو تھے محو انتظار

یہہ صبح تھی کہ جلوہ گہہ شاہد مراد ہو — یہہ صبح تھی کہ منظر انوار کردگار ہو

پیر فلک نے چشم تمنا کشادہ کی — تا اس سحر کا دیکھلے انداز افتخار

اک بے مکین مکان مین ہوئی کیسی چہل پہل — یہہ صبح ہے خدا کی خدائی مین یادگار

وہ گھر جسے خلیل خدا نے بنا کیا — کرسی تھی جسکی عرش کی کرسی سے ہمکنار

پہلا وہ گھر جو وضع ہوا خاص بہر ناس — ظاہر اب اسکی ہوتی ہے وجہ بنائے کار

پیدا ہوا ولی خدا اس مکان مین — اب آگے چل کے دیکھنا پاتا ہے کیا وقار

سب سے تمام خلق کریگی اسی طرف — ہوجائیگا عبادت عالم کا یہہ مدار

یہہ ہوئے دس برس کا تو مسجد بنی یہہ گھر — کچھ ہی تو اسکی عمر کے بڑھنے کا انتظار

ان سے شرف جو کعبہ کو اللہ نے دیا — حیرت کا کچھ محل نہین یہہ حق کا ہے شعار

قرآن اٹھا کے دیکھلے جسکا ہو کچھ سواد — ایسا ہی ایک واقعہ عزت و وقار

فرمایا ہے یہہ موسیٰ و ہارون کے ذکر مین — تم مصر مین بناو اس طرح اپنے دار

قبلہ ہون ساری شہر کے لوگونکے وہ مکان — سجدے اسی طرف کرین تا ساکن دیار

اس باب مین مقام تعجب ہوئی نہین — جو کچھ ہے بہر خالق وہ ہے مسلم کردگار

آدم کے سجدہ کیلیے فرمایا نہین — قبلہ ہوئے بہر اسے ملائک وہ ذو وقار

سجدہ تو ہو خدا کا جدہر حکم دے کرو — محتاج وہ جہت کا نہ درکار اسکو دار

کعبہ کو وضع اس لیے بالفرض اگر کیا — پیدا ہوا اسمین ایک مرا خاص دوستدار

بعد اسکے اس کو قبلہ عالم قرار دون — تا قدر اس جلیل کی ہو سب پہ آشکار

کوئی بتائے اسمین قباحت ہی کیا ہوئی — حکم اس کا شان اسکی اسیکا ہے اختیار

یہہ کیون کیا وہ کیون نہ کیا کہنے والا کون
اس آیہ مین بلاغت کسا کی گئی ہی صرف
ظاہر ہے یہہ مصدر وضع لفظ وسع ہے
لیکن جو وضع حمل یہان ہونیوالا تھا
وہ ناس مین علیؑ ہوا جن کیلئے یہہ وضع
یہہ گھر تھا پاک اسمین جو پیدا ہوئی علیؑ
یہہ کیا کہ انکی مان کی طہارت بھی کھل گئی -
گھر اپنا حق نے جن کا زچہ خانہ کر دیا -
تو یہ بھلا یہہ کعبہ مین جن سکتی تھین لپسر
باہر انھین حریم حرم سے نکالتا
جاؤ بس اپنے بیت مقدس مین ہو مقیم
باہر نکالتا تو کجا سنیئے ان کی قدر رضؓ
ان سے یہہ ہی روایت دونون فریق مین
بیٹھا ہوا تھا متصل باب کعبہ مین -
ناگہہ یہہ دیکھا زوجۂ بوطالب جلیل
کی عرض انھون نے حق سے کہ ای رب بے نیاز
وحدانیت کی تیری مقر ہون بغیر شک
تیرے پیمبرون کی مین تابع ہون ایخدا
یہہ گھر بنایا جسنے مرا جد تھا وہ خلیلؑ -

جو چاہے وہ کرے اسی سب کچھ ہی اقتدار
جو لفظ خاص ہی وضع کیے ہی آشکار
ممکن تھا اسکا سمجھ نہیں کہتا کرو گا -
وہ لفظ صرف کی کہ سمجھ جائے روزگار
پھر وضع حمل ہونے سے افزون ہوا وقار
پاکیزگی کا انکی بڑھا اور اعتبار
ایسی تھین پاک اصل یہہ سرمایۂ فخار
ہوتا اگر نہ انکی طہارت کا اعتبار
اتنا بھی کیا خدا کو نہ حاصل تھا اختیار
مریمؑ کو جطرح ہوا تھا حکم کردگار رضؓ
معبد ہے یہہ نہ مولد عیسٰی نامدار رضؓ
عباسؓ جو تھے عم رسول فلک وقار
اکدن ہوا یہہ واقعۂ طرفہ آشکار
دس پانچ شخص اور بھی تھے ساتھ ذی تبار
آئین قریب کعبہ انھین کچھ تھا اضطرار
جو میرا حال قلب ہی تجھ پر ہے آشکار
ایمان ہے تو ہی تو یقین میرا پائدار
تیری کتابون پر بھی ہے لونڈیکو اعتبار
حقیت اسکی بھی میرے دل مین ہی استوار

بچہ میرے شکم مین جو ہے تیرے فضل سے
جسکے شرف ابھی سے ہین سب مجھ پر آشکار

ہونے کو ہے یہہ تیری علامت جہان مین
کرتا ہے باتین مجھ سے یہہ میرا ہے غمگسار

اس گھر کا اس پہ کا مین دیتی ہون واسطہ
آسان ہو وضع حمل نہ دقت ہو درکار

الفاظ یہہ ادھر تو زبان سے وہ کہہ چکین
ظاہر اُدھر ہوا اثر لطف کردگار ۔ شعر

دیوار پشت خانہ کعبہ کی شق ہوئی
کھلتا جو قفل در تو نہ یون بڑھتا افتخار

اُن کیلیے بنائی نئی راہ معجزہ
گمراہ سن کے راہ پر آسکے خوشا وقار

واقف تھین کیا یہہ مرضی رب مجید سے
گویا سمجھ گئین کہ بُلاتا ہے کردگار

بے خوف اس شگاف کی اندر چلی گئین
کیا طور تھین یہہ کہ بطن مین تھی شبیر کردگار

کر سکتا ہے یہہ کوئی بغیر ثبات قلب
ہو سکتا ہے کسی سے کہ ڈر کا نہو شکار

حیرت اسی سے تھی کہ تحیر سوا ہوا ۔ شعر
پھر مٹ گیا شگاف ہوئی وصل پھر جدار

سنتے اگر کسی سے نہ آتا کبھی یقین ۔ شعر
آنکھون کے سامنے ہوئے یہہ امر آشکار

مبہوت ایک ایک تھا کیا دیکھا کیا ہوا
کچھ کچھ جو کم ہوا وہ تحیر وہ انتشار

آمادہ قفل کھولنے پر کبے سب ہوے
لیکن کھلا نہ قفل رہے شان کردگار

ہم لوگ چپکے اپنا سا منہ لیکے رہ گئے
سمجھے کہ حق کی مصلحت اُسکا ہے استتار

یہہ راز کبریا کا ہے کوشش فضول ہے
آخر کو تھک کے بیٹھ رہے نزد باب دار

اس بند گھر مین فاطمہ کو گذرے تین دن
ہم سب بھی تین روز رہے محو انتظار

پھر چوتھے روز شق ہوئی دیوار اُسیطرح
نکلین اُسی شگاف سے وہ آسمان وقار

اک طفل ماہ پارہ لیے اپنی گود مین ۔
شرمندہ جس کے نور سے خورشید تابدار

لو بیت حق سے شان خدا کا ہوا ظہور
تعظیم کو اُٹھو کہ ہو خرسند کردگار

ظاہر ہوئی ہے یہ بات کہ ہوئی شان حق جلی
بیت خدا سے راز ہوا اسکا آشکار

سب ہی زبان پہ آگیا عالم میں اس طرح
تیرا علی جو بیت سے نکل آیا بہ ذو وقار

مطلع ثانی

ای مظہر صفات خدا شان کردگار
تیرے شرف کے صدقے تیری شان کے نثار

کعبہ میں آج تیری ولادت سے کھل گیا
گھر میں خدا کے تیرا ہے جائے حصہ دار

ہاں ہاں سمجھ گیا کوئی جائے عجب نہیں
نسل خلیل سے ہو تو ای عرش اقتدار

یہ گھر خلیل ہی نے جہان میں بنا کیا
ساتھ ان کے تھی ذبیح بھی مصروف کاروبار

جد بزرگ تو تجھے ابراہیم نامور
تھے جد خاص تیرے سمٰعیل نامدار

پھر تیری حصہ داریوں میں کیا کلام ہے
تو اپنے باپ دادا کا پورا ہے ورثہ دار

اسکا ثبوت آپکی حالت سے مل گیا
بیشک یہ گھر ہے تیرے اب وجد کا میں نثار

اللہ کا تو ہو نہیں سکتا مکان کوئی
جیسے نہ جسم ہو وہ کرے کیا مکان جو دار

اک گھر کو وہ سوا ہے محتاج ہاں یوں
میں تو کبھی نہ ہونگا یہ کہکر گناہگار

ہاں میں یہ مانتا ہوں وہ ہے مالک جہان
کعبہ بھی ہے جہان میں نہیں شبہ زینہار

اُس کو خلیل نے جو بنایا خلوص سے
وہ آگیا پسند خداوند روزگار

منسوب اپنی سمت اُسی کرکے کہہ دیا
یہ ہے میرا گھر ہے اسکی ہے یہ شان یہ وقار

داخل جو اس مکان میں ہوا امن ہے اُسی
اہل خطا ہو عفو خدا اکا امیدوار

باقی رہے نہ کوئی گناہ اُسکے ذمہ پھر
جو مستطیع کرلے طواف اسکا ایکبار

شک باش اسمیں ہونیکا حق ایک کو نہیں
اک تیرے خاندان کو حاصل ہے یہ وقار

اس کا سبب یہی ہے جو میں عرض کرچکا
بانی بیت کا یہ گھرانا ہے ورثہ دار

حیران ہون تیری مان کا شرف دیکھ دیکھ کر — اللہ کیا شکوہ ہے کیا عزت و وقار

کعبہ مین جائین بہر دعا حق بلا لے خود — دیوار شق ہو دیر لگے تا نہ زینہار

دیوار وصل پھر ہو نہ تا دیکھے کوئی اور — وا ہو سکے نہ قفل نہ تا کوئی پاسے بار

پیدا ہو تو میان حرم حبّذا شرف — جس کا طواف کرتے ہون باہر سے دیندار

تیری کرامتین ہین اسی عمر سے عیان — تیری شرافتین ہین اسی سن سے آشکار

چیرا ہے تو نے کلّہ اژدر کو مہد مین — یہہ بھی بچپن کا حال تو ہو مین تیرے نثار

پھر ایک روز ایسا اسی گھر مین آگیا — تو دوش پاک مصطفیٰؐ پہ ہوا سوار

تفصیل یہہ ہے اسکی ینابیع[1] مین رقم — تیری زبانی اس کا ہے یہ حال آشکار

ہمراہ مصطفیٰؐ حرم حق مین ایک دن — بت توڑنے کو جبکہ ہوا حکم کردگار

تجھ سے کہا نبیؐ نے ہوا تو بھی مستعد — تو بیٹھا اور دوش پہ آئے وہ حق مدار

تجھ سے نشان ضعف کا پا کر رسولؐ نے — اُترے اُتر کے تجھ کو کیا پشت پر سوار

جو اسمین رمز ہے وہ نبی جانتے ہین خوب — کیا جانئے کوئی مصلحت فعل کردگار

ورنہ تو وہ ہے زور کا تیرے یہ حال ہے — خیبر کا در اکھاڑ لیا وقت گیرودار

چالیس پہلوان نہ ہلا سکتے تھے جسے — تھا تیرے ہاتھ پر وہی در اور تھا نہ بار

اسکے علاوہ حال محمدؐ بھی ہے عیان — کچھ ہو گئے تا زسے تجھے نہ شہنشاہ نامدار

اسکے سوا پیادہ نہ چلنے کے حال مین — ہوتی سواری آپکی کہ بغلہ کہ حمار

پھر اس سے منقصت تری مولا محال ہے — ہان اسمین ہے اگر تو یہی رمز مین نثار

تجھ کو اٹھا کے شان تری کرنا تھی بلند — آفاق کو دکھانا تھا یہہ تیرا افتخار

(۱) ینابیع المودۃ مصنفہ محمد ابن سلیمان بلخی حنفی المذہب

یہہ بھی تھی ایک مصلحت خالقِ جلیل
پھر اُسکے گھر سے تیرے سوا بت نکالے کون
یہہ بھی تھی مصلحت کہ تیرا رتبہ ہو عیان
جو تھا نبیؐ کا کام وہ تجھ سے لیا گیا
ہجرت نہ جانشینیِ احمدؐ مین پھر رہے
جائے رسول کا شرف اس کے سوا نہین
القصہ تو جو پشتِ مطہر پر آگیا
طاقِ حرم مین نصب جو تھے چار پانچ بت
تو نے ہلا ہلا کے اکھاڑے وہ بت تمام
ہان اب انھین زمین پر اُسی جا سے پھینکدو
شیشہ کیطرح گر کے وہ سب چور ہوگئے
تفصیل فضل تیری کوئی کیا بیان کرے
سب نخل اگر قلم ہون سب بحر ہون مداد
احصا ترے فضائل ذاتی کا ہو محال
تو مظہرِ عجائب قدرت ہے یا علیؑ
حد ہوگئی جلالت و قدر و کمال کی
ہے تیرے دوستون کیلیے وقف باغ خلد
تیرے مطیع خالقِ کونین کے محب
احمدؐ نے باب حطہ معین کیا تجھے

تو خانہ زاد حق کا ہے اے عرش اقتدار
ہو حق خانہ زادی ادا پائے تو وقار
تو ہے شریک کار رسالت مین آشکار
تو ہے معین حضرت محبوبِ کردگار
قائل تیرے شرف کے رہین اہل روزگار
کعبہ مین پشت پاک پر اُنکی ہوا سوار
اونچا ہوا افلاک سے تیرا پایۂ وقار
پیتل کے اور تانبے کے تھے سخت استوار
پھر حکمران ہوئے یہہ شہنشاہ نامدار
انکو لگا پٹکنے تو اے خاصِ کردگار
تھا یہہ بھی ایک معجزۂ دست حق مدار
کہتے ہین تیرے باب مین یون فخر روزگار
انسان لکھنے والے ہون جن بر سرِ شمار
پھر کیا رقم کرے تیرا مداح ہرزہ کار
ہر فعل سے ترے ہو عیان شان کردگار
کہنے لگے خدا ہی تجھے بعض خام کار
ہے تیرے دشمنون کا مقر و قوف نار
مبغض ترا دراصل خدا کے گناہگار
جو اسمین بھید ہو وہ مین کرتا ہون آشکار

تو میرے سامنے ہو میرا منہ تیری طرف
مرجاؤن دیکھتا تیرا رخسار نور بار

اس کی جزا ملے یہہ قیامت کے دن مجھے
حق سے میرے شفیع ہون محبوب کردگار

جس کے شفیع وہ ہون وہ ہی مستحق خلد
راضی خدا ہوا اُس سے وہ ہو جا گنہگار

جو گنہگار ہو وہ جگہ پاسے خلد مین
تیری ولا کا صرف یہی ہے مآل کار

بے اسکے ہی محال کہ ہو عاقبت بخیر
کرنا مدد ضرور ضیا ہے گناہگار

اس قصیدہ کو نور عین امارت قرہ باصرہ وزارت غرہ ناصیۂ اقبال مہر آسمان اجلال نواب زادہ بلند ارادہ نواب میر تراب علیخان بہادر مہین فرزند دلبند عالیجناب گردون قباب کیوان جناب نواب بلند القاب میر داور علیخان بہادر بہرام جنگ بہرام الدولہ دام اقبالہم نے بنظر اعانت قوم و اطلاع معاونین و مصلحین ملت طبع کرا کے تمام قوم کیواسطے وقف فرما دیا جسکے معاوضہ مین اس حقیر نے اسکا ثواب نظم نذر نواب زادۂ ممدوح کیا

اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنِّیْ وَمِنْهُ

بِرَحْمَتِكَ الْوَاسِعَة

احقر العباد مداح آل عبا
بادشاہ علی ضیا

بتاریخ بست و یکم رمضان ۱۳۲۹ھ باتمام رسید